سوتن

اری تو پگلا گئی ہے کیا؟ بڑا شوق چڑھا ہے میاں کی شادی کا! اتنی پڑھی لکھی ہو کر بھی یہ حال ! کیا ہوا ہے! بتا! آخر ہوا کیا ہے؟ پریشان کرتا ہے کیا؟ مارتا ہے؟ خرچہ نہیں دیتا؟ کسی اور کے چکر میں ہے؟ اب تو اچھی نہیں لگتی؟ نشہ کرنے لگا ہے؟

نہیں نہیں! امی ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔

اری تو پھر دوسری کیوں کر رہا ہے؟ اور تو! مجھے تو لگتا ہے تعویذ کر دیا بلکہ! بلکہ! جادو کروادیا ہے تجھ پر! تجھے معلوم ہے دوسری کا مطلب؟ دوسری کا مطلب دوسری بیوی! تیری سوتن! سوتن! سوتن!!!!!!

ثانیہ کی امی کی سانس پھول گئی تھی جیسے اچانک سانپ دیکھ لیا ہو اور حیرت وجذبات میں ایک ہی سانس میں بولتی چلی گئیں۔ ویسے بھی وہ بلڈ پریشر شوگر اور دل کی مریضہ تھیں، یہ خبر تو ان پر ایٹمی بم بن کر گری تھی۔ اسی لیے انہوں نے ساری بیٹیوں، داماد، جیٹھ، دیور، دونوں بیٹے اور بھائی سب کو بلا کر گھر میں ہنگامی اجلاس منعقد کیا تھا، تبھی تو پورے گھر میں گہما گہمی تھی، بچوں کے شور وغل نے عجب ہنگامہ برپا کیا ہوا تھا، جتنے بڑے تھے سب پریشان دکھائی دے رہے تھے، امی کے کمرے سے سب کی باتیں کرنے کی آوازیں آرہی تھیں سب مل کر کوشش کر رہے تھے کہ ثانیہ آنی سے اصل بات معلوم کر سکیں مگر وہ نہیں نہیں کے سوا کچھ بھی نہ کہہ پا رہی تھیں، ان کے چہرے پر اطمینان اور پریشانی دونوں ہی جھلک رہے تھے۔ یکے بعد دیگرے سب نے اپنی اپنی کوشش کر لی مگر کامیابی نہ ملی۔

بھائی صاحب! آپ ہی پوچھیں کیا ہو گیا ہے اسے۔ نفیسہ خاتون نے اپنے جیٹھ سے لجاتے ہوئے کہا۔ ثانیہ کے تایا جان فہیم قریشی کافی دیر سے خاموشی کے ساتھ سر جھکائے بیٹھے تھے، بھاوج کے کہنے پر متوجہ ہوئے اور ثانیہ کی طرف تیز نگاہ ڈال کر گویا ہوئے، بٹیا! زور زبردستی کر کے ہم تمہیں نہیں روکتے مگر اتنا بڑا فیصلہ تم کیسے کر سکتی ہو؟ کیا تم ہمیں بیگانہ سمجھتی ہو؟ ثانیہ کے آنسو بہہ نکلے اور وہ قریشی صاحب کے پیروں میں آن بیٹھی اور ان کے ہاتھ چوم کر بولی: بڑے بابا! نہ تو آپ بیگانے ہیں اور نہ ہی میں آپ سب کو دکھ دینا چاہتی ہوں۔ تو پھر کیا معاملہ ہے؟ قریشی صاحب نے ثانیہ کو صوفہ پر بٹھاتے ہوئے کہا۔ بڑے بابا! میں نے یہ فیصلہ اپنے اور شاہ جی کے بھلے کے لیے ہی کیا ہے۔ قریشی صاحب تعجب سے بولے: وہ کیسے بٹیا؟ بڑے بابا! میں اکیلی پڑ جاتی ہوں، گھر کے کام کاج، بچوں کی دیکھ بھال، بازار کی خریداری سے کھانا پکانے اور پھر کھلانے تک، بچوں کو اسکول سے لانا، پھر اس پر اگر طبیعت خراب ہو جائے تو یہ سارے امور تعطل کا شکار ہو جاتے ہیں۔

بٹیا! کوئی نوکرانی بھی تو رکھی جا سکتی ہے؟ اشرف ماموں نے حل پیش کیا۔ جی ماموں جان! مگر آپ جانتے ہیں کہ ہلال کے بابا تنخواہ دار طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں، ان کی آمدنی میں ہم بچوں کی فیسیں، بجلی گیس کے بل، ماہانہ راشن پانی، دوادارو، کپڑا لتّا، غمی خوشی

اور عید تہوار کے اخراجات کے ساتھ کسی کی تنخواہ کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتے۔ اگر ہم کسی کو نوکر رکھتے ہیں تو کیا ہم اس کے دکھ درد میں شریک ہوئے بغیر رہ سکیں گے، وہ بھی ہماری طرح کئی مجبوریوں میں جکڑی ہوئی خاتون ہو گی جو محض پیٹ پالنے کی غرض سے کئی گھروں میں کام کرتی ہو گی، پھر وہ میرے گھر کو اپنا سمجھ کر تو نہیں آئے گی بلکہ ڈیوٹی نبھانا اور تنخواہ حاصل کرنا اس کا مقصد ہو گا۔

اس کے برعکس اگر شاہ جی نکاح کر لیتے ہیں تو ان کی بیوی میری ہمدردی میں نہ سہی اپنے شوہر کی محبت میں ہی میرے گھر کو اپنا سمجھے گی، میری اولاد کو اپنے شوہر کی اولاد جان کر ساتھ دے گی۔ اور میں اس کے لیے اپنے دل میں کوئی تنگی محسوس نہیں کرتی کیونکہ میں اپنے شوہر کی محبت کا بدلہ سوائے پیار و محبت کے کچھ اور نہیں دینا چاہتی، میرے لیے اس کی عزت واحترام کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ میرے شوہر کی منکوحہ ہو گی، میں اس کی عزت واحترام اور حقوق کا خیال رکھوں گی تو وہ بھی یقیناً ایسا ہی کرے گی۔

میں کیا کہوں میری بچی یا تو تم ابھی تک بھولی بھالی ہو یا بہت سمجھ دار ہو گئی ہو، بھلا آج کے زمانہ میں کوئی ایسا بھی ہو گا جو اپنا گھر داؤ پر لگا دے۔ نفیسہ خاتون بیچ میں بولیں۔ کہنے دیجیے بھابی ثانیہ کو بات مکمل کرنے دیں۔ قریشی صاحب نے کہا۔

بڑے بابا! میں پڑھی لکھی ہوں مگر شادی ہونے کے بعد گھر کی ہو کر رہ گئی ہوں اور شاہ جی ویسے بھی مجھ سے نوکری یا کمائی کروانا پسند نہیں کرتے بلکہ جس قدر ممکن ہو خود تکلیف اٹھا کر ہماری ضروریات پوری کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور ویسے بھی گھرستی سے ہی فرصت نہیں ملتی اور مل بھی جائے تو تکان کے باعث آرام کو ترجیح دیتی ہوں تو کیسے کوئی کام کر سکتی ہوں۔

ثانیہ! شرعی طور پر تو کوئی قباحت نہیں مگر جیسے تم نے بتایا کہ تمہارے شوہر کی آمدنی میں تمہارا گزرا مشکل ہوتا ہے تو اس پر دوسری بیوی کا گزر کیسے ہو گا؟ چچا نعیم قریشی نے ثانیہ کو مخاطب کر کے کہا۔ مولانا چاچا! بالکل ویسے جیسے ہم تمام بہن بھائی ایک والد کی آمدنی میں گزارا کرتے ہیں۔ کیا سب کے اخراجات مختلف نہیں ہوتے؟ سب کی خواہشات مختلف نہیں ہوتیں؟ مگر پھر بھی ماں باپ کی محبت اور شفقت میں سب پلتے ہیں۔

لیکن ثانیہ وہ تمہاری بہن یا بھائی تو نہیں ہو گی اور وہ تمہارا ساتھ بھلا کیوں دے؟ اس بار ریحانہ بھابی نے اعتراض اٹھایا۔ بھابی! میں بھی نہیں چاہتی کہ وہ میری بہن ہو، بلکہ میں چاہتی ہوں کہ وہ میری دوست کلاس فیلو یا روم میٹ کی طرح ہو تا کہ ہم میں ایک دوسرے کا احترام اور وقار باقی رہے، اور وہ میرا ساتھ اس لیے دے کہ میں اس کی خاطر اپنا سب کچھ ایثار کر رہی ہوں۔

آپ کو ابھی اندازہ نہیں ہے کہ وہ آپ کا کیا حال کرے گی، سب کچھ جو آپ دے رہی ہیں ناوہ سب ہڑپ کر کے آپ پر ہی راج کرے گی۔ چھوٹی سمرہ نے اندیشہ سے خبردار کرتے ہوئے کہا۔ اچھا! کیا حال کرے گی وہ میرا؟ اور کیا شاہ جی نہیں ہوں گے جو میں

گھبراؤں؟ویسے بھی جو چیز میری ملکیت ہے وہ میری ہی رہے گی، وہ چھین تو نہ لے گی، باقی جو کچھ بھی ہے وہ میرے شوہر کا ہے تو جتنا حق میرے شوہر کے مال پر میرا ہے اتنا ہی اس کا بھی، اس میں تو کوئی قباحت نہیں۔

آخر یہ مشورہ آپ کو دیا کس نے ہے؟ کیا کوئی اور حل نہیں؟ثانیہ سے چھوٹی فاریہ نے پوچھا۔

مشورہ تو کسی کا نہیں البتہ میں چند روز سے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی سیرت پڑھ رہی ہوں، مجھے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی گیارہ بیویاں تھیں تو بہت حیرت ہوئی، میں سوچنے لگی کہ کیسے سب ایک ساتھ رہتی ہوں گی، ان میں آپس میں جھگڑے یا بحث وتکرار ہوتے ہوں گے، ان سب کے اخراجات وضروریات کیسے پورے ہوتے ہوں گے، جب یہ تمام سوالات میرے ذہن میں پیدا ہوئے تو میں نے حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی تمام ازواج کی سیرت پڑھنا شروع کر دی، جیسے جیسے میں ان کے حالات پڑھتی گئی مجھے اپنے تمام سوالات کے جوابات ملتے گئے، اور میں اس نتیجہ پر پہنچی کہ وہ سب کی سب ہماری مائیں ہیں اور ان کی زندگیاں ہمارے لیے مثال ہیں، ان میں ہر ایک کا مطمح نظر اللہ تعالی کی رضا اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی خوشی حاصل کرنا تھا، انہوں نے قدم قدم پر یہی چاہا کہ ان کے خاوند ان سے راضی رہیں اور ان کی محبت انہیں حاصل رہے۔میں نے غور کیا تو ہم میں بھی ہر عورت کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ ہمارے خاوند ہم سے ناراض نہ ہوں، اسی لیے ہم بھی ان کی خدمت کرتے ہیں اور ان کے ہر ممکن آرام کا خیال رکھتے ہیں۔

عصر کی اذان ہونے لگی تو نعیم قریشی صاحب کے ساتھ سبھی نماز کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے، اچھا بٹیا! ہم ذرا نماز پڑھ آئیں۔جی بھائی صاحب۔نفیسہ خاتون بولیں۔پھر ثانیہ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگیں: دیکھو ثانیہ تم ہمیں باتوں میں مت الجھاؤ، اصل اور صحیح وجہ بتاؤ۔امی! میں وہی بتا رہی ہوں۔اری وہ نبی تھے اور وہ ان کی بیویاں! تو امی ہمیں ان کے حکم پر ہی تو چلنا ہے، انہیں کی وجہ سے تو ہم مسلمان ہیں، ورنہ تو ہندو کافر ہوتے۔اری وہ ان کی ہی ہمت وطاقت تھی، میری پیاری امی! اللہ تعالی ہر انسان کو اس کی ہمت کے مطابق ہی آزمائش دیتا ہے۔اور میں کوئی گناہ کا کام تو نہیں کر رہی بلکہ یہ تو اللہ تعالی کے کلام میں اس کا حکم ہے کہ مرد چار نکاح کر سکتا ہے۔گناہ تو اس کے حکم کے خلاف سوچنے اور اس کی مخالفت کرنے میں ہے۔آپ خود سوچیں کہ آپ کا داماد شادی شدہ ہو کر بھی کسی غیر عورت سے تعلق قائم کر لے تو کیا یہ گناہ نہ ہوگا؟اور آپ کی ہماری ہمارے خاندان کی اور خود ان کے پورے خاندان کی عزت خاک نہ ہو جائے گی؟ جبکہ وہ دوسری شادی کر لیں تو گناہ سے بھی بچ جائیں گے اور عزت میں کمی بھی نہ آئے گی۔

مگر وہ ایسا کرے ہی کیوں؟نفیسہ خاتون جھلا کر بولیں۔ امی اس لیے کہ اللہ تعالی نے عورت کو مرد کے لیے پیدا کیا ہے مرد کو عورت کے لیے نہیں! یہ کیسا فلسفہ ہے ثانیہ؟رعنا چچی بھی جھلا گئیں۔چچی جان یہی تو صحیح ہے، کیا اللہ تعالی نے مرد کو عورت پر ایک مقام بلند نہیں دیا؟ کیا آدم علیہ السلام کو پہلے پیدا نہیں کیا گیا پھر ان کی اداسی کو دور کرنے کے لیے بی بی حواء علیہا السلام کو ان کی پسلی سے پیدا کیا؟ پھر مرد کو حکم

دیا کہ بیک وقت چار عورتوں سے نکاح کرے عورت کو نہیں کہا کہ بیک وقت چار مردوں سے نکاح کرے، سچ تو یہی ہے نا کہ مرد عورت کو رکھتا ہے عورت مرد نہیں رکھتی۔ چنانچہ ہر مرد کی اپنی خواہش واستطاعت ہوتی ہے کوئی ایک عورت پر اکتفا کرتا ہے تو کوئی دو پر اور کوئی چار پر۔ معاشرے پر نظر ڈال کر دیکھیں تو مرد صرف عورت کو رکھتا نہیں ہے بلکہ اس کے ذریعہ نسل انسانی کو فروغ دیتے ہوئے آگے بڑھاتا ہے جس کے ضمن میں گھر اور گھریلو ضروریات کی تمام اشیاء سے لے کر عورت وبچوں کی ضروریات وخواہشات شامل رہتی ہیں۔ ان تمام حاجتوں کو پورا کرنے کے لیے اگر عورت اپنی استطاعت کے مطابق مرد کا ساتھ دے تو کیا برائی ہے؟ اور تعاون کا مطلب صرف پیسہ کما کر دینا ہی نہیں ہے بلکہ اس کی راحت کو پر سکون بنانا تعاون ہے۔

ایک مرد کی ضرورت کے لیے ایک عورت کافی نہیں کیا؟ ثانیہ سے بڑی نمرہ نے اعتراض کرتے ہوئے کہا۔ ثانیہ نے برجستہ کہا: نہیں! کیونکہ چار کا حکم اسی لیے دیا گیا ہے کہ ضرورت موجود رہتی ہے، چار میسر نہیں آتیں یہ ایک علیحدہ پہلو ہے۔ خود سوچیں کہ ہر عورت ہر ماہ مخصوص دنوں سے گزرتی ہے جو ہر مرد کو لامحالہ برداشت کرنا پڑتے ہیں مگر جب عورت حاملہ ہو جائے تو بچے کی پیدائش کے بعد تک انتظار کرنا یا دوسرے طریقے استعمال کرنا مردوں پر ناگوار گزرتا ہے، اور اس سے ان کی صحت واعمال دونوں بگڑ جاتے ہیں، صرف یہی نہیں بلکہ عورت کے محض بیمار پڑ جانے سے پورے گھر کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے، بچوں کو وقت پر ناشتہ نہیں ملتا، اسکول کی تیاری نہیں ہوتی، ان کا نہلانا دھلانا مشکل ہو جاتا ہے، ہفتہ بھر میں کپڑوں کا ڈھیر جمع ہو جاتا ہے، گویا ہر کام گڑبڑ ہو جاتا ہے ایسے میں مرد کیا کرے گا باہر سے کما کر لائے گا یا گھر میں بیوی کی تیمارداری کرے گا، بیوی کو دوا دلانے کی وجہ سے ہاف ڈے تو مل جائے گا مگر ہفتہ بھر کی چھٹیاں تو نہیں ملیں گیں۔ پھر اس کے نتیجہ میں تنخواہ بھی کٹے گی۔ ان تمام حالات میں عورت کی کمی کو عورت ہی پورا کر سکتی ہے کیونکہ گھریلو معاملات کو عورت ہی بہتر طور پر سمجھ کر انجام دے سکتی ہے۔

دروازے پر دستک ہوئی تو فہیم قریشی صاحب سب کے ساتھ نماز پڑھ کر لوٹ آئے اور اندر کمرے میں آبیٹھے۔ فاران قریشی نے بیٹھتے ہی کہا کہ ثانیہ! سارے ملک میں اس وقت معاشی بحران چل رہا ہے، تم دیکھ رہی ہو کہ لاک ڈاؤن پہ لاک ڈاؤن لگایا جا رہا ہے، ان حالات میں ایک طرف تو تم کہہ رہی ہو کہ تمہارے میاں کی آمدنی کم ہے اور دوسری طرف تم ان کی شادی کا سوچ رہی ہو، ان دنوں میں تو ایک (کنبے) فیملی کو پالنا مشکل ہے اور تمہیں دوسری سجھائی دے رہی ہے؟ بھائی جان! میں پہلے بھی بتا چکی ہوں، اور میری خواہش ہے کہ میں بھی امہات المؤمنین سلام اللہ علیہن کی طرح زندگی گزار کر دیکھوں، ان کی طرح اپنے شوہر کی بیویوں کے ساتھ رہوں اور دیکھوں کہ آخر ان کی زندگی کا کیا راز تھا کہ وہ گیارہ ہو کر بھی ساتھ رہیں اور قیامت تک آنے والی عورتوں کے لیے مثال بن گئیں۔ میرا خیال ہے کہ اس طرح میرے شوہر بھی زیادہ مطمئن رہیں گے انہیں باہر جا کر گھر کی فکر نہ رہے گی، کیونکہ دونوں عورتیں مل کر گھر اور بچوں کی دیکھ بھال زیادہ بہتر طور پر کریں

گی۔وہ شام کو زیادہ کام کر کے گھر لوٹیں گے تو انہیں گھر میں ایک نہیں دو افراد خوش آمدید کہنے کو ملیں گے تو سارے دن کی تکان جاتی رہے گی۔۔۔وہ مزید کہنا چاہ رہی تھی کہ فہیم قریشی صاحب نے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا: اچھا بٹیا! سب لوگ یک دم متوجہ ہوئے۔

یہ بتاؤ کہ یہ تمہارا اپنا فیصلہ ہے یا تمہارے میاں کا؟ بڑے بابا! میرا! بلکہ ہم دونوں کا۔ اچھا! کوئی لڑکی دیکھی انہوں نے؟ وہ تو میں نے دیکھی ہے۔ہیں! کون ہے؟ نفیسہ خاتون نے جھٹ سے پوچھا۔ثانیہ نے اشرف ماموں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا: ماموں جان کی ماہین۔یہ سن کر سب حیرت سے مبہوت ہو گئے اور امی تو جس قدر ہیجان میں تھیں یک دم ہی تھم گئیں،کچھ لمحے کے لیے سناٹا چھا گیا اور سب ثانیہ کو ٹکٹکی باندھے دیکھنے لگے،امی مدھم آواز میں بولیں: مگر ثانیہ وہ تو بیوہ ہے؟قریشی صاحب اور ماموں بھی ششدر رہ گئے تھے۔جی امی! اسی لیے تو میں یہ چاہتی ہوں۔اس طرح اس کو سہارا مل جائے گا اور وہ میرا سہارا بن جائے گی۔پھر کیا تھا امی نے ثانیہ کو لپک کر گلے سے لگا لیا اور بے اختیار ان کے آنسو بہہ نکلے اور ماموں کی حالت تو دیدنی تھی انہوں نے ثانیہ کو رشک بھری نگاہوں سے دیکھا اور کہا: میری بچی! میری ہزار ماہین تجھ پر فدا۔تایا جان بھی مسکرانے لگے جبکہ فخر سے ان کا سر بلند ہو گیا۔انہوں نے بھی ثانیہ کی خوب حوصلہ افزائی کرتے ہوئے کہا: میری بٹیا! اعلی خاندان کی اعلی بیٹی۔سارا ماحول ایسا پر سکون ہو گیا جیسے کوئی مسئلہ تھا ہی نہیں۔ثانیہ کے مولانا چاچا ماشاءاللہ! ماشاءاللہ پکارتے ہوئے سراپا تحسین بنے ہوئے تھے سب کو مخاطب کر کے بولے: اسی فیصلے میں حکمِ باری تعالی کی رضامندی ہے اور اللہ تعالی کے احکام کی فرماں برداری میں ہی دونوں جہاں کی کامیابی ہے۔ہم خود کو مسلمان اور اپنے سماج کو اسلامی معاشرہ کہتے ہیں مگر شریعت کے احکام کو ماننے اور ان پر عمل کرنے کو تیار نہیں،دوسری شادی کی مخالفت اس قدر جدوجہد اور جذبات سے کرتے ہیں کہ جیسے جہاد کر رہے ہوں،دوسری شادی کو معیوب اور کرنے والے کو عیاش سمجھتے ہیں۔مائیں،بہنیں،خالائیں،پھوپیاں،چچی،تائی غرض خاندان میں جتنی بھی عورتیں ہوں سب مل کر محاذ قائم کر لیتی ہیں۔کیونکہ انہوں نے ثانیہ کی طرح اپنی ماؤں بلکہ تمام مؤمنوں کی ماؤں اور پیارے نبی مکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی سیرت کو نہیں پڑھا ہوتا۔ورنہ انہیں بھی اللہ کے فرمان میں سوتن کی صورت میں رحمت و نعمت کا نشان ملتا،اسی پر تو فرمانِ الٰہی ہے: وَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَعَسَى أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (216)اور ہو سکتا ہے کہ تم ناپسند کرو کسی چیز کو حالانکہ وہ تمہارے لیے بہتر ہو اور ہو سکتا ہے کہ تم پسند کرو کسی چیز کو حالانکہ وہ تمہارے حق میں بری ہو اور (حقیقتِ حال) اللہ ہی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

ہر گھر میں ایک ثانیہ پیدا ہو جائے تو کسی گھر میں بیوہ نہ بیٹھی ہو اور کنواریوں کے لیے رشتوں کی دعائیں نہ کروانا پڑیں۔معاشرہ بھی اپنی مثال آپ ہو۔

سید محمد خالد محمود شامی

خریج کلیۃ الدعوۃ الِاسلامیہ،فرع دمشق،السوریہ/29نومبر 2021 بروز پیر شام4:30